شذرات

فلسفہ معراج کتاب حجۃ البالغہ کی تحقیق کی روشنی میں

ترجمہ: علامہ شبلی و سید سلیمان

شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں معراج کی حقیقت ان الفاظ میں لکھتے ہیں :-

ترجمہ : آپؐ کو معراج میں مسجد اقصیٰ میں لے جایا گیا ، پھر سدرۃ المنتہیٰ اور جہاں خدا نے چاہا اور یہ تمام جسم مبارک کے لئے بیداری کی حالت میں ہوا ، لیکن اس مقام میں جو عالم مثال اور عالم ظاہر کے بیچ میں ہے اور جو دونوں عالموں کے احکام کا جامع ہے اس لئے جسم پر روح کے احکام ظاہر ہوئے اور روح پر معاملات روحانی جسم کی صورت میں نمایاں ہوئے اور اسی لئے ان واقعات میں ہر واقعہ کی تعبیر ظاہر ہوئی اور اسی طرح کے واقعات حضرت حزقیل اور موسیٰؑ وغیرہ علیہم السلام کے لئے ظاہر ہوئے تھے اور اولیائے امت کے سامنے ظاہر ہوئے ہیں کہ خدا کے نزدیک ان کے درجے کی بلندی مثل اس حالت کے ہوتی ہے جو رویا میں ان کو معلوم ہوتی ہے ۔ واللہ اعلم ۔

اس کے بعد شاہ صاحب نے معراج کے مشاہدات میں سے ایک ایک کی تعبیر کی ہے اور احادیث صحیحہ اور معتبر روایات میں جہاں یہ واقعہ مذکور ہے کہ آپ کے سامنے دودھ اور شراب کے دو پیالے پیش کئے گئے تو آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھایا اس پر فرشتہ نے کہا کہ " آپ نے فطرت کو اختیار کیا اگر شراب کا پیالہ اٹھاتے تو آپ کی تمام امت گمراہ ہو جاتی " اس تمثیل میں گویا فطرت کو دودھ اور ضلالت کو شراب کے رنگ میں مشاہدہ کرایا گیا ہے

شاہ صاحب معراج کو عالم برزخ کا واقعہ بتا کر اسی طرح معراج کے تمام واقعات کی تعبیر و تشریح

کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

لیکن سینہ کا چیرنا اور اس کا ایمان سے بھرنا تو اس کی حقیقت ملکیت کے انوار کا غلبہ، اور طبیعت (بشری) کے شعلہ کا بجھنا اور طبیعت کی فرمانبرداری اس فیضان کے قبول کرنے کے لئے جو خطیرۃ القدس سے خدا اس پر فائض کرتا ہے۔ لیکن آپ کا براق پر سوار ہونا تو اس کی حقیقت آپ کے نفس ناطقہ (بشری) کا اپنے اندر روح حیوانی پر استیلاء حاصل کرنا ہے جو کمال حیوانی ہے تو آپ براق پر اسی طرح سوار ہو گئے، جس طرح آپؐ کی روح بشری کے احکام آپ کی روح حیوانی پر غالب آگئے اور اس پر مسلط ہو گئے لیکن آپ کا رات کو مسجد اقصیٰ لے جانا تو وہ اس لئے کہ یہ مقام شعائر الٰہی کے ظہور کا مکان ہے اور ملاء اعلیٰ کے ارادوں کا تعلق گاہ ہے اور انبیاء علیہم السلام کی نگاہوں کا نظارہ گاہ ہے گویا وہ ملاء اعلیٰ کی طرف ایک روشندان ہے جہاں سے روشنی چھن چھن کر اس روشندان کے ذریعہ اس کرۂ انسانی پر فائض ہوتی ہے لیکن آپؐ کی انبیاء علیہم السلام سے ملاقات اور مفاخرت (اور امامت) تو اس کی حقیقت تو ان کا اجتماع ہے بحیثیت اس کے کہ وہ سب ایک ہی رشتہ میں خطیرۃ القدس سے مربوط ہیں اور آپ کی ان حیثیات کمالیہ کا ظہور ہے جو ان تمام پیغمبروں میں آپ کی ذات سے مخصوص تھیں، لیکن آپ کا آسمانوں پر ایک ایک آسمان کر کے چڑھنا اور فرشتوں اور مختلف پیغمبروں سے ملاقات تو اس کی حقیقت درجہ بدرجہ وہ تحت کی منزلوں سے کھنچ کر عرش الٰہی تک پہنچنا ہے اور ہر آسمان پر جو فرشتے متعین ہیں اور کامل انسانوں میں سے جو جہاں جس جس درجہ پر پہنچ گیا ان کے ساتھ مل گیا ہے۔ ان کے حالات سے اور اس تدبیر سے جو ہر آسمان میں خدا نے وحی کی اور اس مباحثہ سے جو اس آسمان کے فرشتوں کی جماعت میں ہوتا ہے آگاہی ہے لیکن حضرت موسیٰؑ کا رونا تو از راہ حسد نہ تھا بلکہ اس بات کی تمثیل تھی کہ ان کو دعوت عامہ نہیں ملی تھی اور اس کمال کی بقا ان کی عنایت نہیں ہوتی تھی جو عموم دعوت سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن سدرۃ المنتہیٰ تو وجود کا درخت ہے اس کا ایک دوسرے پر مرتب ہونا اور پھر ایک ہی تدبیر میں مجتمع ہوتا ہے جس طرح درخت اپنی شاخوں کے بے شمار افراد کے اختلاف کے باوجود اپنی قوت غاذیہ اور اپنی قوت نامیہ کی تدبیر میں متحد و مجتمع ہوتا ہے سدرۃ المنتہیٰ حیوان کی شکل میں نمایاں نہیں ہوا اس لئے کہ اجمالی اور مجموعی تدبیر اس طرح ہے کہ جس طرح کلی اپنے افراد کی سیاست اجمالی کرتی ہے اور اس تدبیر

اجمالی کی بہترین شبیہ درخت ہے نہ کہ حیوان کیونکہ حیوان میں تفصیلی قوتیں ہوتی ہیں اور خصوصاً اس میں ارادہ قوانین طبعی سے زیادہ مصرح صورت میں ہوتا ہے لیکن نہروں کی جڑوں اور سوتوں کا وہاں نظر آنا، تو وہ رحمت و حیات ونشر کا منبع ہے جو عالم ملکوت میں اسی طرح جاری ہے جس طرح عالم ظاہر میں، اس لئے وہاں بھی بعض وہ پرفیض امور نظر آئے جو یہاں اس عالم میں ہیں جیسے دریائے نیل اور نہر فرات لیکن وہ انوار جو اس درخت کو ڈھانکے تھے تو وہ تنزلات الٰہیہ اور تدبیرات رحمانیہ ہیں جو اس عالم ظاہر میں وہاں چمکتی ہیں جہاں جہاں ان کے قبول کی استعداد ہوتی ہے، لیکن بیت تو اس کی حقیقت وہ تجلی الٰہی ہے جس کی طرف انسانوں کی تمام سجدہ ہیں اور بندگیاں متوجہ ہوتی ہیں وہ گھر کی صورت میں اس لئے نمایاں ہوا کہ ان قبلوں کی طرف ہو جو انسانوں کے درمیان کعبہ اور بیت المقدس کی صورت میں ہیں پھر آپؐ کے سامنے ایک دودھ کا پیالہ اور ایک شراب کا پیالہ لایا گیا آپؐ نے دودھ پسند فرمایا تو جبرئیلؑ نے کہا کہ فطرت کی طرف آپؐ نے ہدایت پائی اگر شراب پسند فرماتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی، آپؐ کے پسند و قبول کو امت کا پسند و قبول کہنا اس لئے تھا کہ آپؐ اپنی امت کے جامع و مرکز اور اس کے ظہور کے منشأ اور مولیٰ تھے اور دودھ کا پیالہ پسند کرنا تھا، اور شراب کو لینا دنیاوی لذتوں کو پسند کرنا تھا اور آپؐ کو بزبان مجاز پانچ وقتوں کی نمازوں کا حکم دیا گیا تھا کیونکہ وہ درحقیقت ثواب کے اعتبار سے پچاس وقت ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقصد کو کہ ۵۰ وقتوں سے ۵ وقت مقصود ہیں۔ بدفعات اور بتدریج اس لئے ظاہر کیا تاکہ یہ معلوم ہو کہ ۵۰ وقت ۵ کر دینے میں تنگی دور کر دی گئی ہے اور نعمت پوری ہوئی ہے اور یہ بات حضرت موسیٰؑ کے مکالمہ کی طرف منسوب ہو کر اس لئے ظاہر ہوئی کہ تمام پیغمبروں میں امت کی سیاست کی آگاہی انہی کو سب سے زیادہ تھی۔